لکھا ہے کہ انصار جو سب ہو چکے قرباں

لکھا ہے کہ انصار جو سب ہو چکے قرباں
تاراجِ خزاں ہو گیا زہرا کا گلستاں
اور ذبح کیئے جا چکے سلطانِ غریباں
کربل کی زمیں بن گئی سب گنجِ شہیداں
سر نیزوں پہ لے آئے اسیروں کے چڑھا کر
لاشوں کو بھی پامال کیا گھوڑے دوڑا کر

ایک حکم ہوا فوج سوئے خیمہ بڑھاؤ
جو کچھ کہ زر و مال ہے سب لوٹ کے لاؤ
سیدانیوں کو شہر میں سر ننگے پھراؤ
کاٹے ہوئے سر جا کے یتیموں کو دکھاؤ
ناشاد کو آج اور بھی ناشاد کرو تم
فریاد کرے کوئی تو بے داد کرو تم

بانو سے کہو روئے نہ اکبر کو خبردار
اک شب کی دؤلہن پیٹے نہ نوشاہ کو زنہار
اشکوں کے نظر آئے نہ کچھ آنکھوں میں آثار
کہہ کر نہ پکارے کوئی عباسِ علمدار
ظاھر نہ کرے آج کوئی دل کی لگی کو
چلائے نہ کوئی بھی حسین ابن علی کو

گر آہ کرے کوئی تو خوب اسکو سزا دو
جس لب پہ ہو فریاد گلا اسکا دبا دو
جو سینہ زنی کرتا ہو ھاتھ اسکے اڑا دو
سر بھائی کا کاٹا ہوا زینب کو دکھادو
اک رسی سے دو باندھ ہر عورت کی کلائی
بس دے نہ کوئی آج محمد کی دہائی

یہ حکم کہ پاتے ہی وہ باطل کے پرستار
مکار ریاکار جفاکار سیاہ کار
اشرار ستم گار جفا پیشہ و غدار
خیموں کی طرف بڑھ گئے یک بار کی سردار
کہتے تھے جو کچھ ہو نہ سکا آج کرینگے
شبیر کے خیموں کو بھی تاراج کرینگے

فضہ نے کہا روکے یہ ہر اہل جفا سے
بے دینوں ستم گاروں ڈرو قہر خدا سے
آؤ نہ اِدھر خوف کرو روز جزا سے
اِس گھر کا تو پایا ہے فزوں عرشِ علا سے
کی حور و ملائک نے سدا اسکی ہے تکریم
جبریلِ امیں کرتے ہیں اس کنبے کی تعظیم

اس بات کو لیکن نہ کوئی دھیان میں لایا
سب ظلم کیے اُس پہ ستم اور بھی ڈھایا
سجاد کے پہلو سے سکینہ کو ہٹایا
لپٹا ہوا تھا باپ سے باقر وہ چھڑایا
ظالم عمرو سعد شقی بڑھکے پکارا
اب لاؤ تو ہے کون مددگار تمہارا

قاسم ہے کدھر اکبر دلگیر کہاں ہے
وہ سرور کونین کی تصویر کہاں ہے
عباس کہاں اسکی وہ شمشیر کہاں ہے
لاؤ تو ذرا حضرتِ شبیر کہاں ہے
غازی و دلاور کسی جرار کو لاؤ
گر کوئی نہیں عابدِ بیمار کو لاؤ

اتنے میں لعیں نے قدم اور آگے بڑھایا
بھالے کی اَنی تان کے بچوں کو ڈرایا
اور زینب و کلثوم کو بانو کو بلایا
القصہ ہر اک بی بی کو بے پردا کرایا
کہنے لگا اب خیموں کو بھی آگ لگادو
گھوارا جو اصغر کا ہے اسکو بھی جلادو

اعدا کو سکینہ حرمِ پاک میں پاکر
کہنے لگی یوں ننھے سے ہاتھوں کو اٹھا کر
اے شمر جو دل چاہے تیرا جور و جفا کر
چادر کو مگر بیوؤں کے سر سے نہ جدا کر
در در نہ پھرا زہرا کی تصویر کو ظالم
بیڑی نہ پہنا عابد دلگیر کو ظالم

میں یہ نہیں کہتی کہ نہ خیموں کو جلانا
میں یہ نہیں کہتی کہ طمانچے نہ لگانا
میں یہ بھی نہیں کہتی مجھے پانی پلانا
کہتی ہوں تو یہ کہتی ہوں میں تو نے جو مانا
اک بار مجھے بابا کی چھاتی پہ لٹادے
اور لاشہء اصغر میرے سینے سے لگادے

اللہ میری بےکسی اے وائے یتیمی
یاں صبر کی حد تھی نہ وہاں ظلم کی حد تھی
القصہ گرفتاری ہوئی اہل حرم کی
پہنائی گئی عابدِ بیمار کو بیڑی
سیدانیوں کے سامنے خیموں کو جلایا
سر ننگے ہر اک بی بی کو اونٹوں پہ چڑھایا

عابد نے کہا میں تو کئی دن سے ہوں بیمار
چلنے کی نہ ہمت ہے نہ ہے طاقت گفتار
ہاتھوں میں مہار اؤنٹوں کی زنجیر کا بھی بار
پاؤں میں ہے بیڑی تو گلے لوہے کا اک ہار

چلنا مجھے دشوار ہے بیمار ہوں ظالم
کوڑے نہ مجھے مار میں لاچار ہوں ظالم